بابائے اُردو مولوی عبدالحق کے نام

لاہور

۲۷ر ستمبر ۱۹۳۶ء

مخدومی جناب مولانا! نوازش نامہ ابھی ملا۔ اس سے پہلے بھی آپ کا خط مع تجویز ملا تھا، مگر میں علالت کے باعث جواب جلد نہ لکھ سکا۔ پہلے سے اچھا ہوں، مگر ابھی سفر کے لائق نہیں۔ خصوصاً جب کہ سفر بارہ گھنٹے سے زیادہ ہو۔ بہر حال اگر اردو کانفرنس کی تاریخوں تک سفر کے قابل ہوگیا تو اِن شاء اللہ ضرور حاضر ہوں گا، لیکن اگر حاضر نہ ہوسکا تو یقین جانیے کہ اس اہم معاملے میں کلیتاً آپ کے ساتھ ہوں۔ اگرچہ میں اردو زبان کی بحیثیت زبان خدمت کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا، تاہم میری لسانی عصبیت دینی عصبیت سے کسی طرح کم نہیں ہے۔

آپ کی تجویز میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں۔ میرے خیال میں صرف دو باتیں زیرِ بحث آئیں گی۔

اول یہ کہ: فنڈ کہاں سے آئے گا؟ عام مسلمان کی حالت اقتصادی اعتبار سے حوصلہ شکن ہے۔ اُمرا توجہ کریں تو کام بن سکتا ہے مگر افسوس کہ اکثر مسلمان اُمرا مقروض ہیں۔

دوم یہ کہ صدرِ انجمن کا مستقر کہاں ہو؟ میرے خیال میں اس کا مستقر لاہور میں ہونا چاہیے اور اس کے لیے ایک سے زیادہ وجوہ ہیں۔

(۱) مسلمانوں کو اپنے تحفظ کے لیے جو لڑائیاں آئندہ لڑنا پڑیں گی، اُن کا میدان پنجاب ہوگا۔ پنجابیوں کو اس میں بڑی دقتیں پیش آئیں گی، کیونکہ اسلامی زمانے میں یہاں کے مسلمانوں کی مناسب تربیت نہیں کی گئی، مگر اس کا کیا علاج کہ آئندہ رزم گاہ یہی سرزمین معلوم ہوتی ہے۔

(۲) آپ انجمنِ اُردو سے متعلق ایک پبلشنگ ہاؤس قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی کامیابی بھی لاہور ہی میں ہوسکتی ہے، کیوں کہ یہ ایک بڑا پبلشنگ سنٹر ہے اور بہت سا طباعت کا کام مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔ انگریزی پبلشنگ کی طرف بھی یہاں کے مسلمان توجہ کر رہے ہیں۔

(۳) یہاں کے لوگوں میں اثر قبول کرنے کا مادہ زیادہ ہے۔ سادہ دِل صحرائیوں کی طرح ان میں ہر طرح کی باتیں سننے اور ان سے متاثر ہو کر ان پر عمل کرنے کی صلاحیت، اور مقامات سے بڑھ کر ہے۔ ایک معمولی جلسے کے لیے آٹھ دس ہزار مسلمانوں کا جمع ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں، بلکہ بیس بیس ہزار کا مجمع بھی غیر معمولی نہیں۔ یہ بات پنجاب کے ہندوؤں میں بھی نہیں پائی جاتی۔

باقی رہا آپ کے خط کا آخری فقرہ۔ سو میں اس کے لیے آپ کا بہت شکر گزار ہوں۔ انسان جب تک زندہ ہے، افکار و تردّدات لازمۂ حیات ہیں۔

معنوی اعتبار سے تو مدت ہوئی، میں نے اسے آپ پر ہی چھوڑ دیا ہے۔ اب ظاہری اعتبار سے بھی چھوڑتا ہوں کیوں کہ آپ ایک صاحبِ عزم آدمی ہیں اور یہ بات مجھے مدّت سے معلوم ہے۔

زیادہ کیا عرض کروں۔ اُمید ہے کہ آپ کا مزاج بخیر و عافیت ہوگا۔ والسلام

مخلص

محمد اقبال

والدِ گرامی (شیخ نور محمد) کے نام

لاہور ۳ / جون ۱۹۲۰ء

قبلہ وکعبہ السلام علیکم!

آپ کا والا نامہ ملا۔ الحمد اللہ کہ آپ کی صحت اچھی ہے اور مجھے یقین ہے اللہ تعالیٰ دیر تک آپ کا سایہ ہمارے سر پر رکھے گا۔ بھائی صاحب نے اس سے پہلے کسی خط میں آپ کے انتظام خوراک وغیرہ کے بارے میں لکھا تھا۔ یہ طریق اچھا ہے اور اسی کو دستور العمل بنانا چاہیے۔ میں نے یورپ کے مشہور حکیم کی کتاب میں دیکھا ہے کہ جو شخص ہر روز دہی کی لسی پیا کرے اس کی عمر بڑھتی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ انسان کے جسم میں ایسے جراثیم ہیں جو قاطع حیات ہیں اور دہی کی لسی ان جراثیم کے لیے بمنزلہ زہر کے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گاؤں کے رہنے والے لوگ شہریوں کی نسبتاً عموماً طویل العمر اور تندرست ہیں۔ علی بخش نے کل مجھے بتایا کہ اس کی چچی کی لمبی عمر ہوئی اور آخر عمر میں اس کا گزران زیادہ تر لسی پر تھا۔ ترش لسی تو شاید آپ کے لیے مفید نہ ہو کہ آپ کا گلا خراب ہے۔ البتہ میٹھے دہی کی لسی اگر صبح پی جائے تو شاید مفید ہو۔ اس کا تجربہ بھی کرنا چاہیے۔ افسوس ہے کہ کوئی اچھا مکان رہنے کو نہیں ملتا۔ موجودہ مکان میں جوان لوگ تو بہ آسائش رہ سکتے ہیں، بوڑھوں کو تکلیف ہے ورنہ بڑی خواہش تھی کہ سال کا زیادہ حصہ آپ کے پاس بسر کیا کرتے۔ ذرا ریل کا انتظام ٹھیک ہو جائے تو ان شاء اللہ آپ کی قدم بوسی کے لیے حاضر ہوں گا۔ ڈاکٹر عبداللطیف نے آپ کے دانت بنائے تھے اگر وہ خراب ہو گئے ہوں تو ان کو ڈاک میں بھیج دیجیے گا، پھر مرمت کروائے جائیں گے۔ اگر وہ قابلِ مرمت بھی نہ ہوں تو لکھیے ڈاکٹر عبداللطیف کو سیالکوٹ بھیج دوں گا کہ وہاں جا کر آپ کے دانت بنا دے۔ باقی خدا کے فضل و کرم سے خیریت ہے۔ گھر سے سب آپ کی خدمت میں آداب لکھواتی ہیں۔

روحانی کیفیات کا سب سے بڑا ممدومعاون یہی کھانے پینے کی چیزوں میں احتیاط ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ساری زندگی اس بات کا ثبوت ہے۔ میں خود اپنی زندگی کم از کم کھانے پینے کے متعلق اسی طریق پر ڈھال رہا ہوں۔ دنیا کے حالات اور عام لوگوں کے حالات ایسے ہی ہیں ان کی طرف توجہ کرنا چاہیے عام لوگوں کی نگاہ بہت تنگ ہے۔ ان میں سے بیشتر حیوانوں کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اسی واسطے مولانا رومؒ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ چراغ لے کے تمام شہر میں پھرا کہ کوئی انسان نظر آئے گا مگر نظر نہ آیا اور موجودہ زمانہ تو روحانیت کے اعتبار سے بالکل تہی دست ہے۔ اسی واسطے اخلاص، محبت ومروت ویک جہتی کا نام ونشان نہیں رہا۔ آدمی آدمی کا خون پینے والا اور قوم قوم کی دشمن ہے۔ یہ دور انتہائی تاریکی کا ہے۔ لیکن تاریکی کا انجام سفید ہے۔ کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ جلد اپنا فضل کرے اور بنی نوع انسان کو پھر ایک دفعہ نور محمدی ﷺ عطا کرے۔ بغیر کسی بڑی شخصیت کے اس دنیا کی نجات نظر نہیں آتی۔ زیادہ کیا عرض کروں خدا کا فضل ہے۔

غلام رسول بیمار تھا۔ کل میں نے اس کی خیریت دریافت کرنے کے لیے فیروز پور تار دیا تھا مگر تا حال جواب نہیں آیا۔ آج کل تار بھی دیر میں پہنچتے ہیں۔